تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

تقریر

"متاعِ آسمانی"

(اللہ تعالیٰ)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے- جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے معزز سامعین! مجھے آج آپ حاضرین کے سامنے گفتگو کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر تفویض ہوا ہے جو مَیں تقریر کے آغاز پر قرآنی آیت کے بعد پڑھ آیا ہوں۔ ویسے تو اس شعر کے ایک ایک لفظ پر الگ سے تقریر لکھی اور کی جا سکتی ہے لیکن اس شعر کے الفاظ "متاعِ آسمانی" جاذبِ نظر اور دل کی گہرائیوں میں اُترنے والے ہیں اور تقریر کے آغاز پر یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس تناظر میں اور کس موقع و محل میں کہا ہے۔ اس سلسلہ میں جب مَیں نے درثمین اردو کنسلٹ کی تو اس شعر کو مَیں نے (حضرت مرزا) بشیر احمد (رضی اللہ عنہ)، (حضرت مرزا) شریف احمد (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت نواب) مبارکہ (بیگم رضی اللہ عنہا) کی آمین پر لکھے اشعار میں پایا۔ جو 171 اشعار پر مشتمل ایک طویل منظوم کلام میں 141 ویں نمبر پر ہے۔ جس کے سیاق وسباق یوں ہے۔

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
کہاں تک حرصِ شوقِ مالِ فانی!
اٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال وامانی!
یہ سو سو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیوں کر ملے وہ یارِ جانی!
کہاں غربال میں رہتا ہے پانی

سامعین! اس شعر میں اور اس کے سیاق وسباق میں بہت سے مضمون زیر بحث آئے ہیں۔ اگر متاعِ آسمانی ہی کو لیں تو اس میں "اللہ تعالیٰ سے تعلق" ایک موضوع بن سکتا ہے۔ تمام انبیاء اور رُسُل بالخصوص سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم متاعِ آسمانی ہیں۔ تیسرے نمبر پر آسمانی کتاب "قرآنِ کریم" متاعِ آسمانی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کشوف اور خوابوں کو ہم روحانی پانی کا نام دے سکتے ہیں۔ نیز اس شعر میں حرص، لالچ اور مال اکٹھا کرنے کے شوق سے عدمِ دلچسپی کا مضمون بھی شامل ہے۔ اگر پوری نظم کو دیکھیں تو شکرِ خداوندی، انعاماتِ الٰہی واخلاق فاضلہ کو اپنانے نیز اخلاقِ رزیلہ سے بیزاری کے علاوہ تربیتِ اولاد کا بھی ایک مضمون ہے جس پر اس نظم کے تناظر میں تقریر تیار ہو سکتی ہے۔ تاہم آج متاعِ آسمانی کے عنوان کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس سے عشق و تعلق کا مضمون بیان ہوگا مگر اسے بیان کرنے سے قبل اس شعر میں بیان الفاظ کے لغوی معنی جان لیتے ہیں۔

متاع - پونجی، اثاثہ، Assets کے علاوہ ایسے سامان کو بھی کہتے ہیں جو تجارت کے کام آئے اور منافع کا باعث بنے۔ اگر اس شعر پر غور کریں تو اوّل اس میں دنیوی مال ومتاع کا روحانی متاع سے تقابلی جائزہ لے کر روحانی متاع کو اصل متاع قرار دیا ہے۔ جس کی طرف لفظ متاع کے یہ معنیٰ عکاسی کرتے ہیں کہ ایسا سامان جو تجارت پر لگایا جائے تا منافع آسکے۔

سامعین! جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ آج کی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کی صفات کو متاعِ آسمانی کے طور پر ذکر ہوگا۔

اللہ، خالقِ کائنات کا ذاتی نام ہے جو انگنت صفات کا حامل ہے علمائے کرام ومفسّرین نے 104 صفات کو قرطاسِ ابیض کی زینت بنایا ہے یہ نام بہت خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآىِٕهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (الاعراف: 181) یعنی اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزاء دی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے لٹریچر میں بعض صفات الٰہی کا اضافہ فرمایا ہے جیسے کہ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (ال عمران: 55) یعنی کافروں نے ایک بد مکر کیا کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا اور خدا نے اُن کے مقابل پر ایک نیک مکر کیا کہ وہی نکالنا اُس رسول کی فتح اور اقبال کا موجب ٹھہرا دیا۔ پس خدا نے اس جگہ اپنا نام خیر الماکرین رکھا یعنی ایسا مکر کرنے والا جو نیک مکر ہے نہ بد مکر۔ اور کافروں کے مکر کو بد مکر قرار دیا۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن 23 صفحہ 116)

حضور علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"مجھے الہام ہوا۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

پھر چونکہ وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اسکے ناموں کا ورد کیا جاوے۔

يَا حَفِيْظُ۔ يَا عَزِيْزُ۔ يَا رَفِيْقُ

رفیق خدا تعالےٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالےٰ میں کبھی نہیں آیا"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 427۔ ایڈیشن 1988ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں 200 سے زائد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے حسن وجمال اور اُس کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر سورۃ الاخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے الفاظ میں ملتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اظہار سورۃ البقرہ آیت 164 میں ان الفاظ میں کیا۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان (اور) رحیم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِلٰہٌ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے۔ گویا اسلام کی یہ اصل محبت کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ جو توحید بُدوں محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے"

(ملفوظات جلد 03 صفحہ 187 ایڈیشن 1984ء)

دُنیا میں ہر چیز کا جوڑا ہے وہ اس کا محتاج بھی ہے ماسوائے خدا تعالیٰ کے جس کا کوئی جوڑا نہیں اور نہ اُسے اس کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ یٰس کے تعارف میں فرماتے ہیں۔

"نزولِ قرآن کے زمانہ میں تو عربوں کے نزدیک نر اور مادہ کی صورت میں صرف کھجوروں کے جوڑے ہوا کرتے تھے اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہر قسم کے پھلوں کے پودوں کو جوڑا جوڑا بنایا ہے بلکہ آیت نمبر 37 یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ آج کی سائنس نے اسی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے یہاں تک کہ مادہ کے اور ایٹمز (Atoms) کے بھی اور Sub-Atomic ذرّات کے بھی جوڑے جوڑے ہیں۔ غرضیکہ جوڑوں کا مضمون ایک لامتناہی مضمون ہے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کا سمجھنا ضروری ہے۔ صرف کائنات کا خالق ہی ہے جس کو جوڑے کی ضرورت نہیں ورنہ سب مخلوق جوڑے کی محتاج ہے۔"

(ترجمہ قرآن کریم صفحہ 771)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں مختلف جگہوں پر اپنی صفات کا اعادہ کیا ہے وہاں سورۃ الحدید آیت 3-4 میں بہت سی صفات کا ذکر ہوا ہے۔ بنیادی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ

کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی اوّل اور وہی آخر، وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا دائمی علم رکھتا ہے۔

پھر دنیا ہی ہر چیز کے فانی ہونے اور اپنے باقی رہنے کا ذکر سورۃ الرحمن آیات 27-28 میں یوں فرمایا۔

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ۔ وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ

یعنی ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ و حشم باقی رہے گا جو صاحب جلال و اکرام ہے۔

متاعِ آسمانی یعنی اللہ تعالیٰ کو اگر قرآن کے حوالہ سے مزید دیکھا جائے تو یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اُس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ آسمان اور زمین کی ہر چیز اس کو سجدہ کرتی ہے۔ اللہ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ خدا کا کوئی مثل نہیں۔ اللہ ہی عالم الغیب ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی ضرورت سے پاک ہے۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔ اس کو کھانے کی حاجت نہیں۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند وغیرہ وغیرہ۔

سامعین! نبیوں کے سردار حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی اور رسول کے طور پر بھجوانے والا وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ جس کی ایک جھلک ہم او پر سُن آئے ہیں۔ آپ کو اپنے اللہ سے بہت پیار تھا۔ آپ اپنے اللہ کی عبادت متاعِ آسمانی سمجھ کر کرتے تھے۔ آپ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرتے۔ آپ نے فرمایا ہر اہم کام جو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھے بغیر کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 21)

ایک جگہ اَبۡتَرۡ اور ایک جگہ اَقۡطَعۡ کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا جو گفتگو یا تقریر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بغیر شروع کی جائے وہ اَجۡزَمۡ یعنی بے اثر ہوتی ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 20)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متاعِ آسمانی یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفاتِ حسنہ گنوائی ہیں جو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر درج ہیں جیسے الرحمنُ، الرحیمُ، الملکُ، القدوسُ، السلامُ، المؤمنُ، المھیمنُ، العَزِیزُ، الجَبّارُ، المُتَکَبِّرَ، الخَالِقُ، البَارِیُٔ، المُصَوِّرُ، اَلغَفَّارُ اور ان کے علاوہ بے شمار صفات بتائی۔ جن کو ملا کر تعداد 99 ہوتی ہے۔ جیسے اَلمُتَعَالِیُ، اَلمُعطِی، اَلمُبدِءُ، اَلمُحیِی، اَلمُمِیتُ۔ اَلمَانِعُ، اَلمُغنِی، اَلبَدِیعُ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان 99 ناموں کو اپنی زندگی میں مدّ نظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

الغرض یہ اسمائے خداوندی ہیں جن میں ہر ایک متاعِ آسمانی ہے۔ اِن کو اپنے اندر اُتاریں تو آسمانی برکات وفیوض کا انسان حامل ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ کچھ صحابہ چودھویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ حضور نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو اس چودھویں کے چاند کی طرح روشن دیکھو گے۔ پس جس طرح اس چاند سے فیض یاب ہو رہے ہو تم اللہ تعالی سے فیض پاؤ۔

(بخاری کتاب التوحید)

نیز حضور نے بچے یا کسی کو چہرے پر مارنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 14)

حضرت ملک سیف الرحمن فاضل مرحوم نے اس حدیث کے ترجمہ کے ساتھ بریکٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ (انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اُس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالی کی صفات کو ظلّی طور پر اپنا سکے)۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ کا رنگ اپنانے کی یوں تلقین فرمائی ہے۔

صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ (البقرہ 139)

کہ اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیّر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلّیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اُس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیّر آ جاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیّر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اُس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارقِ عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدّم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق ووفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدّم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدّم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10-11)

پھر فرمایا:

” کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ عمل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اِس

خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

پھر فرماتے ہیں۔

"خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین جورو۔ اپنی اولاد اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالی کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ یعنی اللہ تعالٰی کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔

اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالٰی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا رکھ دیا۔ اگر أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا مگر اب اس نے اس کو حل کر دیا جو باپ کہتے ہیں وہ کیسے گرے کہ ایک عاجز کو خدا کہہ اٹھے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" اللہ نام ہے اُس ذات کا جو کہ سب نقصوں سے پاک اور سب کمالات کی جامع ہے اور یہی اس کے معنے ہیں۔(رسالہ تعلیم الاسلام جلد اوّل صفحہ 1 نیز البدر 9 جنوری 1903ء) اللہ سب خوبیوں کا جامع۔ سب بدیوں سے منزّہ معبود حقیقی۔

عربی کے سوائے کسی دوسری زبان میں خدا تعالی کے نام کے واسطے کوئی بھی ایسا مفرد لفظ نہیں ہے جو خاص اسی کے واسطے ہو اور کسی دوسرے پر اِس کا اطلاق نہ پاسکے۔ انگریزی کا لفظ گاڈ (God) دیوی دیوتا سب پر بولا جاتا ہے اور لفظ لارڈ (LORD) تو بہت ہی عام ہے۔ سنسکرت کا لفظ اوم بھی مرکّب ہے غالباً اُمّ سے نکلا ہے کیونکہ یہ عبادت میں اوم سے دعائیں مانگتے ہیں۔ عبرانی کا ایک ایل اِلا سے نکلا ہے اور یہوواہ یاھُوا سے نکلا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 10)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

" حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو قسم کا ربّ ہے۔ ایک ربُّ الاحدیت اور ایک ربُّ المخلوق۔ شانِ اوّل کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ مگر دوسری شان محدود ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ رحمان بھی دو قسم کا ہے وہ رحمانیت جو احدیت کے لحاظ سے ہے اور اُس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ لیکن وہ رحمانیت جو بندوں سے تعلق رکھتی ہے اُسے ہر عقل والا دیکھ سکتا ہے۔ یہی خدا تعالیٰ کی مالکیت کا حال ہے اور یہی اُس کے علم کا۔ گویا بندوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی صفات محدود ہیں۔ لیکن احدیت کی شان کے ساتھ تعلق رکھنے والی صفات محدود نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 385)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

" اللہ احد ہے، اکیلا ہے، اُس جیسا کوئی اور وجود، اُس جیسی کوئی اور ہستی نہیں ہے اور وہ خالق بھی ہے۔ اللہ کے علاوہ ہر چیز جو اس یونیورس میں، اس عالمین میں، ہر دو جہان میں پائی جاتی ہے وہ اللہ کی مخلوق ہے اور جو مخلوق ہے اسے ہم خدا نہیں مانتے نہ مان سکتے ہیں۔ ہم صرف اس اکیلے ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں جس کی ذات اور صفات کی معرفت ہمیں اسلام نے دی اور قرآن کریم نے بتائی۔"

(انوار الفرقان جلد 3 صفحہ 695)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

" اتمام ربوبیت کا مضمون بہت وسیع ہے اور بڑا پھیلا ہوا ہے اس کے اندر خدا کی کئی صفات آجاتی ہیں جو ربوبیت کے تابع جلوہ دکھاتی ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں رب کا ذکر ہے وہاں کبھی کسی صفت کا اِس ضمن میں ذکر ہے اور کبھی کسی صفت کا اِس ضمن میں ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ربوبیت کے دروازے سے حمد

میں داخل ہوں گے تو آپ کے لئے ایسی بہت سی نئی نئی گلیاں کھلیں گی، نئے نئے راستے نئے راستے کھلیں گے کہ جن میں سفر کرتے ہوئے آپ پہلے سے زیادہ حسن اختیار کرتے چلے جائیں گے۔“

(خطبات طاہر جلد2 صفحہ 520)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” ساری حمد، ساری تعریفیں یا تعریف کے قابل چیزیں اسی میں جمع ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے صاحبِ حمد ہونے کا یہ ادراک ہے جو ہمیں حاصل ہونا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کو بھی ہم پہچان سکیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجید ہے۔ صاحبِ مجد ہے۔ بزرگی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی وہ بزرگی نہیں ہے جو ہم انسانوں کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ بڑا بزرگ ہے یا بڑی عمر کے لوگوں کو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بزرگ ہو گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بہت ہی قابل تعریف اور بلند شان والا ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ جس کے فیض کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جو دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے، کبھی نہیں تھکتا... پھر فرمایا کہ وہ عزیز ہے۔ یعنی وہ طاقتوں کا مالک ہے۔ سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ ناقابل شکست ہے۔ اسے شکست دینا ناممکن ہے۔ سب عزّتیں اسی کی ہیں۔ اس کی قدر و قیمت کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے عزیز کے معنی۔

پھر فرمایا وہ علیم ہے۔ یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اس چیز کا بھی جو ہو چکی ہے اور اس بات کا بھی جو آئندہ ہونے والی ہے۔ جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا علم مکمل طور پر ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس نے یہ کتاب اتاری ہے یعنی قرآن کریم اور جس نے یہ آخری شریعت اُتاری ہے۔ اس نے ہر زمانے کی ضروریات کا علم اس میں مہیا کر دیا اور اب ہر قسم کی حفاظت اور غلبہ اس پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے سے ہو گا اور ہو سکتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ فروری 2018ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت عطا کرے۔ آمین

(کمپوزڈ: بقعۃ النور عمران۔ جرمنی)

۞۞۞۞